باب سوم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان، پیدائش، بچپن، جوانی، تجارت اور شادی

باب سوم

نبی ﷺ کا خاندان، پیدائش، بچپن، جوانی، تجارت اور شادی

نبی اکرم ﷺ کا نسب و خاندان: ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بڑے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں خانہ کعبہ کی حفاظت اور آبادکاری سپرد کی تھی۔ آپ کی اولاد حجاز کے طول و عرض میں خوب پھلی پھولی، جس وقت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں یحییٰ اور ذکریا علیہما السلام فلسطین میں موجود تھے اسی زمانے کے آس پاس اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں 'عدنان' نامی ایک شخصیت مکہ میں خانہ کعبہ کی حفاظت و آبادکاری کی ذمہ دار اور دینِ ابراہیمی کی پیروکار تھی (باقی اولاد حجاز میں منتشر تھی)، اگرچہ امتدادِ زمانہ نے اُس دین میں شرک، بدعات اور رسومات کا اضافہ کرکے اصل دین کی شکل بگاڑ دی تھی اور آخرت، حساب و کتاب کو بالکل فراموش کرا دیا تھا مگر وہ تصورِ الٰہ، اپنے آبا ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی تاریخ کا ادراک رکھتے تھے۔ طواف، حج، تلبیہ، سعی، رمی جمار، قربانی سب باقی تھیں اور اسی طرح وہ معروفات اور منکرات کو جاننے والے اس زمین کے اوپر بسنے والے انسانوں میں سب سے بڑھ کر عالی ظرف اور اعلیٰ انسانی اوصاف کے حامل لوگ تھے۔ تاریخ نگاروں اور شعرا نے جو اِن لوگوں کے وحشی اور ظالم ہونے کا نقشہ کھینچا ہے وہ قطعاً نامناسب اور غلط ہے، یہ چنیدہ (selected) انسانی اجتماع تھا جو آنے والے نبی آخرالزماں ﷺ کے استقبال اور اُس پر ایمان لانے کے لیے اللہ نے تیّار کیا تھا اور ہر لحاظ سے اُس ذاتِ گرامی ﷺ کے شایانِ شان تھا۔

عدنان کی اولاد بھی خوب پھلی پھولی بے شمار خاندان اور قبیلے وجود میں آئے جن میں عدنان کی اولاد میں قریش بہت سارے خاندانوں کا ایک مجموعہ تھی جن کو قصی نے مجتمع کیا اسی لیے اُس کا نام قریش (جمع کرنے والا) پڑ گیا۔ آپؐ عدنان کی سترہویں (۱۷ویں) پشت میں پیدا ہوئے، عدنان کے بیٹے معد، اُن کے بیٹے مضر اور اس طرح ہوتے ہوتے ۱۲ویں نمبر پر قصی اور ۱۴ویں نمبر پر ہاشم اور پھر ۱۷ویں نمبر پر آپ نبی اکرم محمد ﷺ کو سامنے دیے گئے جدول میں دیکھ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جدول کو الٹا لکھا گیا ہے تاکہ آپ کا نامِ نامی سب سے اوپر

آئے و گرنہ جدِّ اعلیٰ تو عدنان ہیں جو پہلے نمبر پر ہیں مگر سب سے نیچے نظر آ رہے ہیں۔ مورخین اور ماہرینِ انساب نے آپ کا سلسلہ سیّدنا ابراہیم اور آدم علیہما السلام تک پہنچایا ہے مگر ابراہیم علیہ السلام تک نسب کے سلسلے میں بیسیوں کڑیاں اور آدم علیہ السلام تک بات پہنچانے میں تو سیکڑوں کڑیاں گم یا ناپید (missing) محسوس ہوتی ہیں اور تمام سلسلے بے سند، ٹوٹے ہوئے (broken chains) ناقابلِ اعتبار اور بے فائدہ ہیں، سوائے اس محنت اور لگن کے اظہار کے جو ہمارے مورخین اس معاملے میں کرتے رہے ہیں۔

۱۷	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶	عبداللہ
۱۵	عبدالمطلب (شیبہ)
۱۴	ہاشم (عمرو)
۱۳	عبدالمناف (مغیرہ)
۱۲	قصی (زید)
۱۱	کلاب
۱۰	مرۃ
۹	کعب
۸	نظر (قیس)
۷	کنانہ
۶	خزیمہ
۵	مدرکہ (عامر)
۴	الیاس
۳	مضر
۲	معد
۱	عدنان

جناب عدنان تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ مبارک:

جناب عدنان تک آپؐ کا شجرہ اس طرح لکھا جا سکتا ہے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدالمناف (مغیرہ) بن قصی (زید) بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن نظر (قیس) بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان، یہی شجرہ اوپر جدول کی شکل میں دیا گیا ہے۔ اب ضروری ہے کہ کچھ معلومات آپؐ کے والد، دادا اور پردادا کے بارے میں بہم پہنچائی جائیں کہ ان معلومات سے مکہ کے معاشرتی اسٹرکچر کو سمجھنے میں مدد ملے گی جس کے ذریعے ہم اُس معاشرے میں جس میں قرآن اُترا، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دینِ ابراہیمی کو زندہ کیا اور دینِ اسلام کا آخری ایڈیشن نسلِ انسانی کو قریش کے ذریعے رہتی دنیا تک کے لیے چھوڑا۔ اِس طور تحقیق و مطالعہ سے ہم آپ کے اقدامات (initiatives) کے ردِّ عمل کا سماجی اور نفسیاتی تجزیہ کر سکیں گے کہ آج دین کے احیاء کی آرزو رکھنے والوں کے لیے یہ ایک ضروری ادراک ہے۔ کہنا یہ ہے کہ یہ ساری خامہ فرسائی محض برکت اور تاریخ کے ذوق کی تکمیل کے لیے نہیں بلکہ ایک مقصد کے لیے ہے۔ وہی مقصد جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تھا یعنی غلبہ دین یا اعلائے کلمۃ اللہ۔

ہاشم (جدِّ اعلیٰ قبیلہ بنو ہاشم): ہاشم بڑے عزت اور مال والے، بہت زیرک اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے جنھوں نے مکے میں قحط کے زمانے میں حاجیوں کو شوربہ روٹی چور کر کھلانے کا اہتمام کیا۔ روٹی توڑ کر شوربے میں ڈبو کر کھلانے کی وجہ سے ان کو ہاشم کہا جانے لگا کیوں کہ ہاشم کے معنی ہیں توڑنے والا، ان کا اصل نام عمرو تھا۔ تجارتی امور [بزنس منجمنٹ] کے ماہر تھے انھوں نے قریش کے لیے گرمی اور جاڑے کے دو سالانہ تجارتی سفروں کی بنیاد رکھی جو قریش کی خوش حالی کا ذریعہ بن گئی جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سُوْرَۃُ قُرَیْش میں کیا ہے۔ یہ تجارت کے لیے ملک شام تشریف لے گئے۔ راستے میں مدینہ پہنچے تو وہاں قبیلہ بنی نجار کی ایک خاتون سلمیٰ بنت عمرو اُنھیں بہت پسند آئیں جو بہت حسن و کردار، ناز و ادا اور خوبیوں کے ساتھ بااعتماد خاتون تھیں، انھوں نے سلمیٰ کو شادی کا پیغام دیا جو اس شرط پر منظور کر لیا گیا کہ سلمیٰ کو طلاق کا حق حاصل ہو گا۔ اُن سے شادی کے بعد ہاشم کچھ دن وہیں ٹھہرے رہے پھر بیوی کو حالت حمل میں ہی چھوڑ کر ملک شام روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر فلسطین کے شہر غزہ میں انتقال کر گئے۔ ادھر سلمیٰ کے بطن سے بیٹا ہوا یہ سنہ ۴۹۷ء کی بات ہے چوں کہ بچے کے سر کے بالوں میں سفیدی تھی اس لیے سلمیٰ نے اس کو پیار سے شیبہ (بوڑھا آدمی) کے نام سے پکارا اور اپنے شہر یثرب میں ہی اُس کی پرورش کرنے لگیں۔

عبد المطّلب (شیبہ) نبی ﷺ کے دادا: جب ہاشم کے بھائی مطّلب کو اپنے بھتیجے کی یثرب میں موجودگی کا پتا چلا اُس وقت اُن کی عمر تقریباً گیارہ برس تھی تو وہ اُن کو لینے یثرب آئے، اُن کی والدہ اُنھیں بھیجنے پر ہر گز آمادہ نہ تھیں لیکن انھوں نے احساس دلایا کہ یہ اپنے باپ کی جگہ مکہ کا سردار اور اللہ کے حرم کا پاسبان بنے گا اس لیے اس کا جانا ضروری ہے چناں چہ اُن کی ماں سلمیٰ نے بیٹے شیبہ کی جدائی کو اس کے روشن مستقبل کے خیال سے قبول کر لیا۔ جب یہ مکہ میں داخل ہوئے تو کوئی شیبہ کو جانتا نہ تھا اور لوگوں نے گمان کیا کہ مطّلِب کوئی غلام خرید کر لائے ہیں، اس خیال سے ان کو عبد المطّلب (مطّلب کا غلام) پکارنے لگے، ان کا نام شیبہ زبانوں پر نہ چڑھ سکا اور یہ عبد المطّلب کے نام ہی سے مشہور ہو گئے۔ شیبہ نے مطّلب کے پاس پرورش پائی۔ مطّلب کی وفات ہو گئی تو اُن کے مناصب عبد المطّلب کو حاصل ہوئے۔ عبد المطّلب نے اپنی قوم میں اس قدر شرف و اعزاز حاصل کیا کہ اُن کے

آباواجداد میں کوئی اس مقام تک نہ پہنچ سکا تھا۔ قوم نے اُنھیں دل سے چاہااوران کی بڑی عزت وقدر کی۔ مطّلب کی وفات کے بعد نوفل نے عبدالمطّلب کے صحن پر قبضہ کرلیا، قریش کے لوگوں نے آپس کے جھگڑوں میں نہ پڑنا چاہاتو عبدالمطّلب نے یثرب میں اپنے ماموں ابو سعد بن عدی کو لکھا جس پر وہ ۸۰ سواروں کو لے کر آیااور حطیم میں بیٹھے نوفل سے ہاتھ میں برہنہ تلوار لے کر کہا کہ بھانجے کی زمین واپس کرو ورنہ یہ تلوار تمھارے جسم میں پیوست کردوں گا، نوفل نے اُسی وقت زمین واپس کرنے کا اعلان کردیا۔ یہ واقعہ معمولی سا ہے لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ عبدالمطّلب کی یثرب کی ننھیالی رشتہ داری کام آئی، یہی بات چلتے چلتے نبی ﷺ تک پہنچی اور اہل مدینہ نے جب آپؐ کی حفاظت کا وعدہ کیااور آپؐ کو مدینہ بلایاتواس میں ایک اپنائیت تھی کہ اللہ کا رسول اپنے دادا کی ننھیال جارہا ہے، کسی نامانوس جگہ نہیں جارہا ہے، ایک مرتبہ کم سنی میں دادااور اپنی ماں کے ساتھ مدینے پہلے جا چکا تھا جس سفر کی واپسی میں ماں نے سفرِ آخرت اختیار کیا تھا! جب مکہ سے ہجرت کرکے آپؐ مدینے پہنچے توبنو نجار کی لڑکیوں نے جن گیتوں سے استقبال کیااُن میں اِس ہی تعلق کا اظہار تھا۔

عبدالمطّلب کے ماموں ابو سعد بن عدی اُن کے یہاں مہمان رہ کراور عمرہ کرکے واپس یثرب چلے گئے مگراس واقعے کے ردِ عمل میں نوفل نے بنو شمس سے باہمی تعاون کا عہد وپیاں کرکے بنوہاشم کے خلاف ایک محاذ قایم کیا۔ اس محاذ کے مقابلے میں بنو خزاعہ نے بنوہاشم سے تعاون کا عہد وپیاں کرلیا۔ یہی پیمان تھا جو آگے چل کر اسلامی دور میں فتحِ مکہ کا سبب بنا۔ اس طرح زمین پر قبضے کا ایک معمولی واقعہ جو رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے بہت پہلے پیش آیا بعد میں آپ کے لیے ہجرت میں آسانی اور مکہ کو فتح کرنے کا سبب بن گیا[۲۱]۔ اللہ عزیز و حکیم ہے، اُس نے اپنے رسول کو پوری مشئیت اور ضمانت کے ساتھ اس دنیا میں بھیجا تھا کہ وہ اس زمین پر اللہ کی حاکمیت کا ایک رول ماڈل بنا کر آئیں سو آپ سے اللہ نے یہ کام کروا کر دکھادیا۔ اس کام کے لیے رب العالمین نے سینکڑوں برس قبل سے زمین کو ہموار کرنا شروع کردیا تھا جس کا اجمالی تذکرہ پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔ ابتدائی مکی دور میں قرآن بھی اور خود نبی ﷺ بھی بار، بار مستقبل قریب یعنی آپ کی زندگی ہی میں اظہارِ دین (غلبہٴ دین) کی اس ضمانت کا ذکر کرتے رہے جو اہلِ ایمان کی ڈھارس اور جماؤ کا سبب بنی۔

---

۲۱ جب ۱۰ ہجری کے واقعات اور تنزیلات زیر بحث آئیں گی تو ان دونوں محاذوں [بنونوفل+بنوشمس بمقابلہ بنو خزاعہ+بنوھاشم] کے درمیان جھگڑے کی تفصیل بھی سامنے آسکے گی، اِن شاءاللہ ۔

عبدالمطّلب کی زندگی میں ایسے دو اہم تاریخی واقعات پیش آئے کہ جنھوں نے آپ کے وقار اور عظمت کو چار چاند لگادیے اور آپ غیر متنازعہ مکہ اور قریش کے لیڈر بن گئے، یہ دو واقعات ہیں:۔ایک امتدادِ زمانہ سے زم زم کے بھر جانے والے کنویں کی بازیافت اور کھدائی کا واقعہ اور دوسرا ہاتھیوں والی ابرہہ کی فوج کا برباد ہو جانا اور کعبہ کا اُس کے شر سے محفوظ رہنا۔ ذیل میں ہم دونوں کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

زم زم کے بھر جانے والے کنویں کی بازیافت اور کھدائی:

ایک مرتبہ عبدالمطّلب نے خواب میں دیکھا کہ اُنھیں زم زم کے کنویں کو کھود کر دوبارہ جاری کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور خواب ہی میں اُنھیں کنویں کی جگہ بھی بتائی گئی جو کسی کو معلوم نہ تھی، جاگنے پر انھوں نے اُسی مقام پر کھدائی شروع کردی جہاں کا اشارہ اُنھیں ملا تھا۔ کھدائی سے پہلے کسی کو عبدالمطّلب کی بات کا یقین نہیں آرہا تھا مگر جب زم زم کا کنواں نمودار ہو گیا تو قریش نے عبدالمطّلب سے جھگڑا شروع کیا اور مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی کھدائی میں شریک کرلو۔ عبدالمطّلب نے کہا میں ایسا نہیں کرسکتا، مجھے یہ کام اللہ نے سونپا ہے لیکن قریش جھگڑتے ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں ایسی روشن نشانیاں دکھائیں کہ وہ سمجھ گئے کہ زم زم کا کام اللہ نے عبدالمطّلب کو ہی سونپا ہے۔ اس موقع پر عبدالمطّلب نے اپنے ارد گرد کام میں مدد کرنے والے اور جھگڑے کے وقت بچاؤ کرنے والوں کی کمی کو بہت شدت سے محسوس کیا اور اللہ سے نذر مانی کہ اگر وہ اُنھیں دس بیٹے عطا کرے اور وہ سب کے سب اس عمر کو پہنچ جائیں کہ ان کا بچاؤ کرسکیں تو وہ ایک بیٹے کو کعبہ کے پاس قربان کردیں گے۔

اللہ نے اُن کی دعا قبول کی، عبدالمطّلب کو اللہ نے دس بیٹے دیے: حارث، زبیر، ابو طالب، عبداللہ[۲۲]، حمزہ، ابو لہب، غیداق، مقوم، صفا اور عباس۔ ان کے علاوہ چھ بیٹیاں بھی: اُمِ حکیم (بیضائ)، برہ، عاتکہ، صفیہ، اروٰی اور امیمہ۔ عبداللہ، آپؐ کے والد اور باقی نو بھائی آپؐ کے چچا، اسی طرح چھ پھوپھیاں۔

بیٹے کی قربانی کا معاملہ ہم ذرا آگے بیان کریں گے۔ زم زم کے کنویں کی کھدائی جاری رہی اور

۲۲ عبدالمطّلب کے دس بیٹوں میں عبداللہ [والد رسول اللہ ﷺ] اور ابو طالب ایک ہی ماں، فاطمہ سے تھے۔

رفتہ رفتہ وہ تمام چیزیں برآمد ہو گئیں جو بنو جرہم نے مکہ چھوڑتے وقت کنویں میں دفن کر دی تھیں۔ یعنی تلواریں، زرہیں اور سونے کے دو ہرن۔ عبد المطّلب نے تلواروں سے کعبہ کا دروازہ ڈھالا، سونے کے دو ہرن بھی دروازے ہی میں لگا دیے اور حاجیوں کو زم زم پلانے کا انتظام کر دیا۔

ہاتھیوں والی ابرہہ کی فوج کا برباد ہو جانا اور کعبہ کا اُس کے شر سے محفوظ رہنا:

یہ واقعہ مناسب تفصیل سے ہم پچھلے باب میں بیان کر چکے ہیں جہاں اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔ یہاں صرف اتنی بات جاننے کی ہے کہ چوں کہ اس آفت کے موقع پر صبر و سکون سے عبد المطّلب ہی اہلِ مکہ کی سربراہی کر رہے تھے انھوں نے ہی ابرہہ سے تاریخی مکالمہ کیا اور اُن ہی کی قیادت میں سردارانِ قریش نے کعبے کے پردوں سے لپٹ کر اُس کی حفاظت کی اللہ سے رو رو کر دعائیں مانگیں، چناں چہ آفت ٹلنے پر وہ ایک عظیم عرب لیڈر [۲۳] کے طور پر سامنے آئے اور اُن کے اوپر اللہ کی مدد کے سائے کا سب کو اعتقاد ہو گیا اور بنو ہاشم (یادش بخیر ہاشم عبد المطّلب کے باپ تھے) کو سب قبیلوں پر فوقیت حاصل ہو گئی، اللہ دینِ ابراہیمی کے احیا کے لیے آنے والے اپنے رسول کی جڑوں کو اُس کی پیدائش سے قبل جما رہا تھا۔

عبد اللہ، ذبیحِ ثانی، والدِ رسول اللہ ﷺ: عبد المطّلب کے دس میں سے دو بیٹے ابو طالب اور عبد اللہ آپ کی بیوی فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، یوں یہ دونوں سگے بھائی تھے۔ دسوں بیٹوں میں عبد اللہ سب سے زیادہ خوب صورت، پسندیدہ خصلتوں اور اخلاق والے تھے اور ذبیح کہلاتے تھے۔ اوپر ہم عبد المطّلب کی ایک بیٹے کی قربانی کی منت ماننے کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ ایک روز عبد المطّلب نے اپنے دسوں بیٹوں کو اُن کے جوان ہونے پر اپنی نذر سے آگاہ کیا۔ سب نے بات مان لی۔ اس کے بعد رائج طریقے کے مطابق (جسے اسلام نے بعد میں حرام قرار دے دیا) فال نکالی تو عبد اللہ کا نام نکلا۔ عبد المطّلب نے عبد اللہ کو ذبح کرنا چاہا تو قریش اور خصوصاً عبد اللہ کے ننھیال والے اور عبد اللہ کے بھائی ابو طالب نے سخت اختلاف کیا۔ آخر تکرار، بحث مباحثہ اور مشوروں کے بعد یہ طے ہوا کہ عبد اللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کریں اگر عبد اللہ کے نام قرعہ نکلے تو مزید دس اونٹ

---

۲۳ سارا حجاز وَعرب ابرہہ کے اس طرح مارے جانے پر دم بخود اور بنو ہاشم کا مداح و معتقد ہو گیا تھا، اس لیے ہم عبد المطّلب کو ایک عظیم عرب لیڈر کہہ سکتے ہیں [مصنف]

بڑھادیں۔اس طرح اونٹ بڑھاتے جائیں اور قرعہ اندازی کرتے جائیں، یہاں تک کہ اونٹوں کے نام قرعہ نکل آئے تو عبداللہ کے بجائے اُن اونٹوں کو ذبح کر دیں، ایسا ہی کیا گیا اور سو اونٹوں پر عبداللہ کی جان بچ گئی۔ اس واقعے سے پہلے قریش اور عرب میں خون بہا (دیت) کی مقدار دس اونٹ تھی مگر اس واقعے کے بعد سو اونٹ کر دی گئی۔ نبی ﷺ سے ارشاد مروی ہے کہ میں دو ذبیحوں کی اولاد ہوں، ایک سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام اور دوسرے ذبیحِ ثانی یعنی آپؐ کے والد۔ عبدالمطّلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی کے لیے سیّدہ آمنہ کو منتخب کیا جو وہب کی بیٹی تھیں وہ مکہ ہی میں رخصت ہو کر سیّدنا عبداللہ کے پاس آئیں۔ ابھی محمد رسول اللہ ﷺ بطن مادر ہی میں تھے اور عبداللہ تجارت کے لیے ملک شام تشریف لے گئے تھے۔ واپس آتے ہوئے بیمار ہو کر مدینہ اترے اور وہیں انتقال کر گئے۔ اس موقع پر سیّدہ آمنہ نے ایک پر سوز مرثیہ کہا:

عفا جانب البطحأ من ابن ھاشم وجاو ربحدا خارجافی الغماغم
دعته المنایا دعوۃ فاجابھا وما ترکت فی الناس مثل ابن ھاشم

عشیه راحوایحملون سریره تعاوره اصحابه فی التزاحم
فان تك غالته المنایاورھبھا فقد کان معطأ کثیر التراحم
[طبقات ابن سعد ۱/۶۲]

بطحا کی آغوش ہاشم کے بیٹے سے خالی ہو گئی
وہ بانگ و خروش کے درمیان ایک لحد میں آسودہ خاک ہو گیا
اسے موت نے ایک پکار لگائی اور اس نے لبّیک کہہ دیا
اب موت نے لوگوں میں ابن ہاشم جیسا کوئی انسان نہیں چھوڑا
(کتنی حسرت ناک تھی) وہ شام جب لوگ اُنھیں تخت پر اٹھائے لے جا رہے تھے
اگرچہ موت اور موت کے حوادث نے ان کا وجود ختم کر دیا ہے
لیکن ان کے کردار کے نقوش نہیں مٹائے جا سکتے!
وہ بڑے دانا اور رحم دل تھے۔ [ترجمہ الرحیق المختوم سے]

موت سے قبل جناب عبداللہ نے ابھی کاروبار کا آغاز ہی کیا تھا اور کوئی جایداد نہ بن پائی تھی، آپ کا کل ورثہ یہ تھا: پانچ اونٹ، بکریوں کا ایک ریوڑ، ایک حبشی لونڈی ام یمن، یہی ام یمن ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو گود کھلایا اور پھر بعد میں زیدؓ سے شادی ہوئی اور نبی کریم ﷺ کے محبوبِ خاص جناب اسامہؓ بن زیدؓ کی ماں بنیں۔

آپ ﷺ کی پیدائش: رسول اللہ ﷺ مکہ میں شعبِ بنی ہاشم کے احاطے میں ۹ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء بروز پیر صبح کے وقت پیدا ہوئے۔ [۲۴] آپ کے دادا عبدالمطّلب آپ کو خانہ کعبہ میں اللہ کے شکر و سپاس اور دعائے خیر کے لیے لے گئے اور آپؐ کا نام محمد رکھا اگرچہ یہ نام عرب میں معروف نہ تھا مگر جانا جاتا تھا، ساتویں دن ختنہ کیا۔ آپؐ کی والدہ نے چند روز اور پھر ابو لہب کی لونڈی ثُویبہ نے دودھ پلایا تاوقتے کہ صحرا کی دودھ پلانے والی دائیاں مکہ آئیں اور قبیلہ بنو سعد کی حلیمہ نے آپؐ کو دودھ پلانے اور صحرائی تربیت کے لیے گود لے لیا۔ [نوٹ: آپؐ کی پیدائش سے ۵۰ روز قبل ابرہہ کعبہ کو ڈھانے کے ناپاک ارادے سے مکہ کے قریب آکر قہرِ الٰہی کا شکار ہوا تھا، اس کے علاوہ وہ تمام روایات جو آپؐ کی پیدائش کے وقت ساری دنیا میں محیر العقول واقعات کا تذکرہ کرتی ہیں جھوٹی اور بے اصل ہیں مثلاً: ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگورے گر گئے، مجوس کا آتش کدہ ٹھنڈا ہو گیا، بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا اور اُس کے گرجے منہدم ہو گئے۔]

صحرا کی وسعتوں میں شیر خوارگی: اُس زمانے میں عربوں کے یہاں یہ طریقہ رائج تھا کہ وہ اپنے نومولودوں کو دودھ پلانے والی صحرائی عورتوں کے حوالے کر دیا کرتے تھے تاکہ ان کے جسم مضبوط اور طاقت ور ہوں اور وہ دیہاتی ماحول میں خالص عربی زبان سیکھ لیں جو ہر طرح کی آمیزش سے پاک ہوتی تھی جب کہ شہر میں بسنے والوں کی زبان باہر سے آئے ہوئے لوگوں سے میل جول کی وجہ سے آلودہ ہو جاتی تھی۔ نبی ﷺ کو سیدہ حلیمہ بنت ابی ذُویب کے حوالے کیا گیا۔ یہ اپنے قبیلہ 'بنو سعد' کی شناخت کے حوالے سے سعدیہ بھی تھیں۔ آج ڈیڑھ ہزار برس گزرنے کو آئے ہیں اور ساری دنیا میں مسلمان اپنی بیٹیوں کا نام حلیمہ اور سعدیہ رکھتے ہیں؛ کیوں نہ رکھیں دائی حلیمہ کو یہ

---

۲۴ تاریخ ولادت النبی ﷺ سیرت النبی کا ایک پیچیدہ اور مختلف فیہ مسئلہ ہے 'رحمۃ للعالمین' میں قاضی سلیمان منصورپوریؒ [جلد اوّل صحہ ۴۰] اور 'سیرۃ النبی' میں علامہ شبلی نعمانیؒ نے یہی تاریخ بالتحقیق اختیار کی ہے۔ 'سیرت سرورِ عالم' میں سید مودودیؒ نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے اس کو بیان کیا ہے۔ راقم کا بھی علی محمد خان کی 'تقدیم عہدِ نبوی' کے مطالعے کے بعد اسی پر اطمینان ہے۔ امید ہے کہ آنے والے ایام میں محققین کا اسی تاریخ پر اتفاقِ رائے ہو جائے گا۔

سعادت میسر آئی کہ اپنے سینے کا رس اللہ کے رسول کو پلائیں!!

دودھ پلانے کے لیے حلیمہ سعدیہ کا انتخاب کس طرح عمل میں آیا اور پھر اللہ نے کس طرح حلیمہ سعدیہ کے خاندان کو برکت دی اُس کی تفصیلات اُنھی کی زبانی ابن اسحاق پھر ابنِ ہشام نے روایت کی ہیں جس کے مطابق سیدہ حلیمہؓ بیان کیا کرتی تھیں کہ:

وہ اپنے شوہر کے ساتھ اپنا ایک شیر خوار بچہ لے کر بنی سعد کی دوسری عورتوں کے قافلے میں اپنے شہر سے باہر دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلیں۔ یہ قحط سالی کے دن تھے اور قحط نے کچھ باقی نہ چھوڑا تھا۔ میں اپنی ایک سفید گدھی پر سوار تھی اور ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی تھی، لیکن واللہ! اس سے ایک قطرہ دودھ نہ نکلتا تھا۔ اِدھر بھُوک سے بچہ اس قدر روتا تھا کہ ہم رات کو آرام سے سو تک نہیں سکتے تھے، نہ میرے سینے میں بچہ کے لیے دودھ تھا اور نہ میرے پاس اونٹنی کے لیے کوئی خوراک کہ اسے دے سکتی۔ بس ہم بارش اور خوش حالی کی امید لگائے تھے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر چلی تو وہ کم زوری اور دُبلے پن کے باعث اتنی سست رفتار تھی کہ پورا قافلہ تنگ آگیا۔ یوں گرتے پڑتے ہم کسی نہ کسی طرح دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ پہنچ گئے۔ پھر ہم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں تھی جس پر رسول اللہ ﷺ کو پیش نہ کیا گیا ہو مگر جب اُسے بتایا جاتا کہ آپؐ یتیم ہیں تو وہ آپؐ کو لینے سے انکار کر دیتی، کیوں کہ ہم بچے کے باپ سے کچھ ملنے کی امید پر ہی یہ کام کرتے تھے۔ ہم کہتے کہ یہ تو یتیم ہے۔ بھلا اس کی بیوہ ماں اور اس کے دادا کیا دے سکیں گے؟ بس یہی وجہ تھی کہ کوئی آپ کو لینا نہیں چاہتا تھا۔ جتنی عورتیں میرے ساتھ آئی تھیں سب کو کوئی نہ کوئی بچہ مل گیا صرف مجھ ہی کو نہ مل سکا۔ جب واپسی کا وقت ہوا تو میں نے اپنے شوہر (حارث) سے کہا 'واللہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میری ساری سہیلیاں تو بچے لے کر جائیں اور میں اکیلی کوئی بچہ لیے بغیر خالی ہاتھ ناکام ونامراد واپس جاؤں، میں جا کر اُسی یتیم بچے کو لے آتی ہوں۔' شوہر نے کہا: کوئی حرج نہیں! ممکن ہے اللہ ہمارے لیے اُسی میں برکت عطا کر دے۔ اس کے بعد میں نے جا کر محض اس بنا پر بچہ لے لیا کہ کوئی اور بچہ تو مل ہی نہ سکا تھا۔

کون جانتا تھا کہ حلیمہ کے نصیب جاگ گئے تھے، یہ اسی بچے کا فیض تھا کہ میں عقیدت سے سیدہ حلیمہ کا یہ واقعہ نقل کر رہا ہوں اور پڑھنے والے اِسے شوق اور عقیدت سے پڑھ رہے ہیں۔ اس بچے کے طفیل حلیمہ تاریخ میں امر ہو گئیں، وہ، اُن کا شوہر، اُن کے بچے اور وہ تمام جنھوں نے کبھی آپ کی چھاتیوں سے دودھ پیا اور پھر ایمان لائے سب کے سب رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے فرد بن

گئے، اگر کسی مملکت کے بادشاہ بھی بن جاتے تو آنے والے زمانوں میں اربوں اربوں انسانوں کے دلوں میں یہ عقیدت اور محبت نہ پاتے۔اور سُنیے، سیّدہ حلیمہؓ کہتی ہیں:

جب میں بچے کو لے کر(قافلے میں اپنے خیمے پر) واپس آئی اور اسے اپنے سینے سے لگایا تو دونوں سینے دودھ کے ساتھ اُس پر اُبل پڑے اور اس نے شکم سیر ہو کر پیا۔اس کے ساتھ اس کے بھائی (سیّدہ حلیمہ کے اپنے بیٹے) نے بھی شکم سیر ہو کر پیا، پھر دونوں سوگئے۔ حالاں کہ اس سے پہلے ہم اپنے بچے کے ساتھ (بھوک کے سبب) سو نہیں سکتے تھے۔ جب میرے شوہر اونٹنی کا دودھ دوہنے گئے تو دیکھا کہ اس کے تھن دودھ سے لبریز ہیں، انھوں نے اتنا دودھ دوہا کہ ہم دونوں نے نہایت آسودہ ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گزاری۔ان کا بیان ہے کہ صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا: حلیمہ! اللہ کی قسم! تم نے ایک بابرکت روح حاصل کی ہے۔میں بولی: میرا بھی یہی خیال ہے۔

حلیمہؓ کہتی ہیں کہ اس کے بعد ہمارا قافلہ روانہ ہوا۔ میں اپنی اُسی کم زور گدھی پر سوار ہوئی اور اِس بچے کو بھی اپنے ساتھ لیا، اب وُہی گدھی اللہ کی قسم! پورے قافلے کو چھوڑ کر اس طرح آگے نکل گئی کہ کوئی سواری اُس کو (تیز رفتاری میں) نہ پا سکی۔ یہاں تک میری سہیلیاں مجھ سے کہنے لگیں: او! ابو ذویب کی بیٹی! یہ کیا معاملہ ہے؟ ذرا ہمارا خیال کر۔ کیا یہ تیری وہی گدھی تو ہے جس پر تُو سوار ہو کر آئی تھی؟ میں کہتی: ہاں ہاں واللہ یہ وہی ہے، تب وہ کہتیں۔ ضرور کوئی خاص بات ہے۔

پھر ہم محلہ بنو سعد میں اپنے گھروں کو واپس آگئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اُس زمانے میں اللہ کی اِس زمین کے اوپر کوئی علاقہ ہمارے علاقے سے زیادہ خشک سالی کا شکار ہو...... لیکن ہماری واپسی کے بعد میری بکریاں چرنے جاتیں تو پیٹ بھری اور دودھ سے بھرپور واپس آتیں۔ ہم دوہتے اور پیتے۔ جب کہ دوسروں کے جانوروں کے تھنوں میں دودھ سرے سے رہتا ہی نہ تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہماری قوم والے اپنے چرواہوں سے کہتے کہ کم بختو! جانور وہیں چرانے لے جایا کرو جہاں ابو ذویب کی بیٹی کا چرواہا لے جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی واپس آتیں۔ ان کے اندر ایک قطرہ دودھ نہ رہتا۔ اس طرح ہم اللہ کی طرف سے متواتر برکت سے فیض یاب ہوتے رہے یہاں تک کہ دو برس پورے ہوگئے اور میں نے دودھ چھڑا دیا۔ یہ بچہ دوسرے بچوں کے مقابلے میں اتنی تیزی سے بڑا ہو رہا تھا کہ دو برس پورے ہوتے ہوتے وہ خوب صحت مند ہو گیا۔اس کے بعد ہم اس بچے کو اس کی والدہ کے پاس لے گئے، لیکن ہم نے اس کی جس برکت کا مشاہدہ کیا تھا اس بنا پر ہماری خواہش یہی تھی کہ وہ

ہمارے پاس مزید رہے۔ چناں چہ ہم نے اس کی ماں سے بات کی۔ میں نے کہا: کیوں نہ آپ اپنے بچے کو میرے پاس ہی رہنے دیں کہ ذرااور مضبوط ہو جائے۔ کیوں کہ مجھے اس کے متعلق مکہ کی وبا کا خطرہ ہے۔ ہمارے اصرار پر انھوں نے بچہ کو مزید عرصے کے لیے دے دیا۔

آپؐ کے رضاعی رشتے دار: ابو لہب کی لونڈی ثُویبہ نے آپؐ سے پہلے سیدنا حمزہ، اور ابو سلمہ کو دودھ پلایا تھااور اپنے بیٹے مسروح کو بھی دودھ پلارہی تھیں، اس طرح یہ تینوں آپ کے دودھ شریک بھائی بن گئے۔ حارث اور دائی حلیمہ کے اپنے بچے عبداللہ، انیسہ، حذافہ یاجذامہ (شَیما) جو رضاعت (دودھ پلانے) کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے بہن بھائی بنے۔ اِن کے علاوہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطّلب [25] بھی آپ کے رضاعی بھائی ہیں اُن کو بھی سیّدہ حلیمہ سعدیہ نے ہی دودھ پلایا تھا [26]۔ سیّدہ حلیمہ سعدیہ کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزیٰ تھا یہ آپ کے رضاعی باپ تھے۔

واپس ماں کی گود میں اور ماں کا انتقال: چار سال پورے ہونے کے بعد سیّدہ حلیمہ سعدیہ نے آپؐ کو آپؐ کی والدہ بی بی سیّدہ آمنہ کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ چھ برس کی عمر تک یعنی اگلے دو برس جب تک والدہ زندہ رہیں اُن کی آغوشِ محبت میں رہے۔ اپنے شوہر کی یاد میں آمنہ کو خواہش ہوئی کہ یثرب (مدینہ) جاکر اُن کی قبر کو دیکھیں اور اپنے سسر (عبدالمطّلب) کی ننھیال بنی نجّار کے لوگوں سے بھی ملیں چناں چہ وہ اپنے یتیم بیٹے محمد ﷺ اپنی خادمہ اُمّ ایمن اور عبدالمطّلب کے ہم راہ [27] کم و بیش تین سو کیلو میٹر دور کا سفر کاٹ کے یثرب پہنچیں۔ یثرب میں ایک ماہ قیام کر کے مکہ کو واپس ہوئیں۔ لیکن آغازِ سفر ہی میں بیمار ہو گئیں اور اس بیماری ہی میں مقام اَبْوَا میں پہنچ کر جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ چھ برس کا یتیم بچہ ہے، جس کا باپ اُس کی پیدائش سے پہلے فوت ہو چکا تھا اور اب ماں بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں ہیں اور لق دق ریگستان کے درمیان ایک اپنے ۸۰ سالہ بوڑھے دادا اور ایک

---

۲۵ أبوسفيان بن الحارث بن عبد المطّلب، واسمه المغيرة، ابن عم الرسول محمد ﷺ، وأخوه في الرضاعة حيث أرضعته حليمة السعدية [الروض الأنف، السهيلي، ج۴، ص ۱۵۴]

۲۶ یاد رہے کہ یہ ابو سفیان بن حرب نہیں جو بدر کے بعد تمام معرکوں میں مسلمانوں کے خلاف مشرکینِ قریش کے رہ نما و سردار رہے اور فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے۔

۲۷ ابن ہشام ۱/۱۶۸ تلقیح الفہوم صفحہ ۷، تاریخ خضری ۱/۶۳، فقہ السیرۃ از محمد غزالی ص ۵۰ [بحوالہ الرحیق المختوم ص ۸۷]

اپنی آپا کے ساتھ، ماں کی میّت پر............. کس طرح تدفین ہوئی ہو گی؟تاریخ خاموش ہے ! مگر تاریخ بتاتی ہے کہ آنے والے دنوں میں یہی چھ سالہ بچہ تاریخِ انسانی پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والا انسان بنا۔

داداعبد المطّلب کی زیرِ سرپرستی: تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی تھی، ہاشم کے بیٹے شیبہ (عبد المطّلب کا اصلی نام) بھی اسی طرح یتیمی کے بچپن میں اپنے چچامطّلب کے ساتھ مدینے سے آئے تھے آج اُسی شیبہ (جو اب سچ مچ شیبہ [بوڑھا] ہو گیا تھا) کے ہم راہ اُس کا یتیم و یسیر (نہ ماں نہ باپ) پوتا محمد ﷺ مدینے سے مکہ آرہا تھا۔ چچانے شیبہ کی پرورش کی تھی۔ کون جانتا تھا کہ پوتے کو پالنے اور پرورش کرنے کی ساری چاہت کے باوجود شیبہ کو بھی زندگی اتنی مہلت نہ دے گی کہ پوتے کو جوان ہوتا دیکھ سکیں اور آخر کار اس یتیم پوتے کی پرورش بھی اُس کے باپ کا ایک بھائی (زبیر بن عبد المطّلب) ہی کرے گا۔ تاریخ نے پرانے زخم ہرے کر دیے تھے، یتیم پوتے کی محبت سے اللہ نے عبد المطّلب کے دل کو بھر دیا۔

قریش کا سردار عبد المطّلب اپنی حقیقی اولاد سے بھی اتنی محبت نہ کرتا تھا جتنی محبت اِس یتیم پوتے سے اُسے تھی آپؐ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ چاہتے تھے اور بڑوں کی طرح اُن کی عزت کرتے تھے۔ عبد المطّلب کے لیے خانہ کعبہ کے سائے میں فرش بچھایا جاتا پھر اُن کے سارے بیٹے فرش کے ارد گرد بیٹھ جاتے۔ عبد المطّلب تشریف لاتے تو فرش پر بیٹھتے۔ کسی بیٹے کی یہ مجال نہ تھی کہ فرش پر بیٹھے، لیکن یہ بچہ آتا تو فرش ہی پر بیٹھتا کہ ابھی آپؐ کم عمر تھے اور دادا کے لاڈلے بھی۔ آپؐ کے چچا آپؐ کو پکڑ کر اتارنے لگتے لیکن جب عبد المطّلب اُنھیں ایسا کرتے دیکھتے تو فرماتے 'میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو، واللہ! اس کی شان نرالی ہے'، پھر اُنھیں اپنے ساتھ فرش پر بٹھا لیتے۔ اپنے ہاتھ سے پیٹھ سہلاتے اور ان کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ دو سال ہی گزرے تھے، آپ کی عمر ابھی ۸ سال دو مہینے دس دن تھی کہ دادا کا بھی وقت پورا ہوا اور اُن کا انتقال ہو گیا۔ اُن کا جنازہ اُٹھا تو آپؐ بھی جنازے میں پیچھے اشک بار چلنے والوں میں شامل تھے۔

دادا کے بعد اپنے تایا زبیر کی زیرِ کفالت : عبد المطّلب نے اپنے بعد اپنے بڑے بیٹے زبیر کو اپنا وصی

بنایا چناں چہ آپؐ اپنے تایا کی سرپرستی[28] میں آ گئے۔ خالد مسعودؒ اپنی کتاب 'حیات رسولِ اُمیّ' میں لکھتے ہیں کہ آپؐ کو کم سنی ہی میں اپنے تایا زبیر سے زیادہ اُنس تھا اور وہ بھی آپ سے بے حد پیار کرتے تھے۔ کتبِ سیرت میں اُن کی وہ لوریاں نقل ہوئی ہیں جو وہ بھتیجے کو سناتے تھے۔ اُن کی زندگی میں آپ اُنھی کی کفالت میں رہے۔ زبیر کی سربراہی کے دوران بنو کنانہ اور ہوازن کے درمیان ایک جنگ ہوئی جسے حرب فجار کا نام دیا جاتا ہے۔ اس میں زبیر بنی ہاشم کے رئیس کی حیثیت ہی سے شامل ہوئے۔ اُنھی کے دور میں معاہدہ حلف الفضول ہوا تھا اور وہ اس کے روحِ رواں تھے۔ آپؐ نے بھی اس معاہدے میں شرکت کی اور اُس وقت آپ کی عمر ۲۰ برس تھی۔

سماجی اور معاشرتی انصاف کے لیے حلف الفُضول میں شرکت: چند قبائلِ قریش کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں اس بات کا عہد کیا گیا کہ مظلوموں کی خواہ وہ اپنے ہوں یا پرائے مدد کی جائے گی، اس معاہدے کو 'حلف الفضول' کا نام دیا گیا۔ قصہ یہ ہوا کہ زبید کا ایک آدمی سامان لے کر مکہ آیا اور عاص بن وائل کے ہاتھ فروخت کر دیا، عاص نے قیمت نہیں ادا کی جس پر اُس آدمی نے لوگوں سے مدد کی درخواست کی لیکن کسی نے مدد نہ کی تو اُس نے پہاڑی پر چڑھ کر اپنی مظلومیت کی داستان شعروں میں بیان کی جس کو سن کر زبیر بن عبد المطّلب نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ یہ شخص بے یار ومددگار کیوں ہے؟ ان کی کوشش سے قبائل نے پہلے ایک معاہدہ طے کیا جسے حلف الفضول کہتے ہیں اور پھر عاص بن وائل سے زبیدی کا حق دلایا گیا۔ عہد وپیمان کیا گیا کہ مکہ میں جو بھی مظلوم نظر آئے گا۔ خواہ مکے کا رہنے والا ہو یا کہیں اور کا، یہ سب اُس کی مدد اور حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوں گے اور اس کا حق دلوا کر رہیں گے۔ اس اجتماع میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے اور بعد میں شرفِ رسالت سے مشرف ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے۔ میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سُرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر (آج کے زمانہ) اسلام میں اس عہد وپیمان کے لیے مجھے بلایا جاتا تو میں لبّیک کہتا۔

جنگِ فجار میں محدود شرکت: ایک مرتبہ عکاظ کے بازار میں قریش اور قیس عیلان کے درمیان

---

۲۸ انساب الاشراف بلاذری جلد ۱ میں زبیر کے بارے میں مذکور ہے کہ: كان الطف عميه و يقال اوصاه عبد المطّلب بان يكفله بعده۔ یعنی: وہ آپ کے چچاؤں میں آپؐ پر سب سے زیادہ شفیق تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالمطّلب نے انھی کو وصیت کی تھی کہ اُن کے بعد بھتیجے کی کفالت کریں۔

حرمت والے مہینے ذی قعدہ میں ایک خوں ریز جنگ ہوئی جسے جنگ فجار کہتے ہیں کیوں کہ اس میں حرام مہینے کی حرمت چاک کی گئی۔اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے گئے تھے اور اپنے چچاؤں کو تیر تھماتے تھے۔اس وقت آپؐ کی عمر بیس سال تھی۔پہلے قریش پر قیس کا پلہ بھاری تھا لیکن بعد میں قریش کا پلہ بھاری ہونے لگا اور صلح کی آوازیں بلند ہوئیں اور صلح ہو گئی۔جنگ ختم کر دی گئی۔

جب آپؐ کی عمر ۲۲ سال سے کچھ متجاوز تھی چچا زبیر کا بھی انتقال ہو گیا۔اب آپؐ جوان ہو چکے تھے اور کسی کفالت کی ضرورت نہیں تھی،یوں عبدالمطّلب کے بعد کفالت کا پورا دور زبیر کے ساتھ گزرا۔زبیر کے بعد ابو طالب،خاندانِ بنو ہاشم کے سربراہ مقرر ہوئے،اسی حیثیت میں ہی ابو طالب نے خدیجہؓ کا مالِ تجارت لے جانے کا آپؐ کو مشورہ دیا اور آپؐ کو خدیجہؓ سے شادی کی اجازت دی اور نکاح کے موقع پر خطبہ دیا۔

روایات کے مطابق انتقال سے پہلے عبدالمطّلب نے ابو طالب کو بھی آپ کا خیال رکھنے کی نصیحت کی تھی۔آپؐ کے والد جناب عبداللہ اور ابو طالب کی والدہ ایک ہی تھیں۔

<u>چچا ابو طالب کی شفقت:</u> ابو طالب نے اپنے بھتیجے کے خیال رکھنے کا حق ادا کر دیا،اُن کو اپنی اولاد سے زیادہ چاہا۔شادی کے بعد آپؐ کو آسودگی حاصل ہو گئی تو آپؐ نے اُن کے بیٹے علیؓ کو اپنی کفالت میں لے لیا تاکہ چچا ابو طالب کی کچھ اعانت ہو سکے۔آپؐ کے بالکل ابتدائی بچپن کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خشک سالی کا دور آ پڑا۔ابو طالب آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ تک لے گئے اور آپ کو دیوار سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا،اللہ سے بارش کی دعا کی کہ 'اے اللہ! یہ حسین چہرہ والا معصوم بچہ بارش کا طلب گار ہے'! دیکھتے ہی دیکھتے بادل آنا شروع ہو گئے اور دھواں دھار بارش ہو گئی اتنی کہ سارا مکہ شاداب ہو گیا،ابو طالب نے محمد ﷺ کی مدح میں جو مشہور قصیدہ کہا اُس میں اسی واقعے کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کا 'روئے مبارک تو وہ ہے کہ جس سے فیضانِ باراں کی طلب کی جاتی ہے' بارہ برس کی عمر میں آپؐ کو ابو طالب اپنے ساتھ لے کر تجارت کے لیے ملک شام کے سفر پر نکلے اور بصریٰ پہنچے جو اس وقت روم کی اسلامی (عیسائی) حکومت کے عرب مقبوضات کا دارالحکومت تھا،اِس شہر میں ایک مشہور راہب بحیرا رہتا تھا۔اُس نے رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کے اوصاف کی بنا پر پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

'یہ سید العالمین ہیں۔ اللہ اُنھیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گا۔' بحیرا راہب نے ابو طالب سے کہا کہ اُنھیں واپس کر دو ملک شام نہ لے جاؤ۔ کیوں کہ یہود سے خطرہ ہے۔ اس پر ابو طالب نے بعض غلاموں کی معیت میں آپ کو مکہ واپس بھیج دیا۔ رجال کے ماہرین اس روایت کو سنداً صحیح تسلیم کرتے ہیں، مگر درایتاً اس روایت کی تفصیلات میں بہت ساری باتیں ایسی ہیں جن پر گفتگو کی جا سکتی ہے۔ اس روایت پر عیسائیوں نے بہت ردّے چڑھائے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ نعوذ باللہ نبی ﷺ نے اسلام کے بارے جو کچھ تصنیف فرمایا وہ بحیرا راہب کی تعلیمات کا نتیجہ ہے جس کے ساتھ آپؐ نے کچھ وقت گزار کر دین سیکھا (نعوذ باللہ)۔

آپ ﷺ کی معاشی تگ و دو: جوانی میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی خاص معاشی سر گرمی روایت نہیں ہے سوائے اس کے کہ اوائل نوجوانی میں آپ بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے۔ آپؐ نے بنو سعد کی بکریاں چرائیں۔ اور مکہ میں بھی اہل مکہ کی بکریاں معاوضے پر چراتے تھے۔ آپؐ نے سائب بن یزید مخزومی کے ساتھ تجارت بھی کی اور بہترین شریک ثابت ہوئے تھے،، نہ بد معاملگی اور نہ کوئی جھگڑا۔

خدیجہ بنت خویلد ایک معزز مال دار اور تاجر خاتون تھیں۔ لوگوں کو اپنا مال تجارت کے لیے دیتی تھیں اور ایک ٹِرپ (trip، آنے جانے کے ایک تجارتی سفر) پر دو اونٹ مال دیا کرتی تھیں۔ ابو طالب نے آپؐ کو تجویز دی کہ اُن کا مال لے کر شام جائیں جس پر آپ بخوشی راضی ہو گئے تو ابو طالب نے خدیجہؓ سے بات کی اور کہا کہ ہمارے لحاظ سے معاوضہ دو اونٹ کم ہے اور چار اونٹ مناسب ہو گا، جس پر آپ فوراً تیار ہو گئیں۔ دوسری روایات کے مطابق جب خدیجہؓ کو آپؐ کی دیانت داری اور صلاحیتوں کا علم ہوا تو انھوں نے پیش کش کی کہ آپؐ اُن کا مال لے کر تجارت کے لیے ان کے غلام مُیَسَّرہ کے ساتھ ملک شام تشریف لے جائیں۔ وہ دوسرے تاجروں کو جو کچھ دیتی ہیں اس سے بہتر اجرت آپ کو دیں گی۔ آپ نے یہ پیش کش قبول کر لی اور ان کا مال لے کر ان کے غلام مُیَسَّرہ کے ساتھ ملک شام تشریف لے گئے۔ آپ نے بہترین طور پر عمدہ منافع کمایا اور خدیجہؓ کے غلام مُیَسَّرہ نے آپ کے اخلاق اور امانت دارانہ طور طریق کی بہت تعریف کی۔

خدیجہؓ سے آپ کی شادی اور اولاد: عرب کے دستور اور رسم و رواج کے مطابق لڑکیاں/خواتین

بھی اپنا پیغام کسی کو دے سکتی تھیں۔ نبی ﷺ کے ملک شام سے واپسی کے دو مہینے بعد خدیجہؓ نے اپنی سہیلی نفیسہ بنت منبہ سے نبی ﷺ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا اور نفیسہ نے جا کر نبی ﷺ سے بات کی۔ آپؐ نے اپنے چچاؤں سے اس معاملے میں بات کی اور اُن لوگوں نے خدیجہؓ کے چچا سے بات کی، بات طے ہو گئی۔ نکاح میں بنی ہاشم اور رؤسائے مضر شریک ہوئے۔ آپؐ نے مہر میں بیس اونٹ دیے۔ اس وقت سیّدہ خدیجہؓ کی عمر چالیس برس تھی اور آپؐ کی عمر ۲۵ برس۔ آپؐ کے بیٹے ابراہیمؓ (جو مدینے میں ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی بقیہ تمام اولاد سیّدہ خدیجہؓ ہی کے بطن سے ہوئی۔ سب سے پہلے قاسمؓ پیدا ہوئے اور اُنھی کے نام پر آپؐ کی کنیت ابوالقاسم پڑی۔ پھر سیّدہ زینبؓ، رقیہؓ، اُم کلثومؓ، فاطمہؓ اور عبداللہؓ پیدا ہوئے۔ عبداللہؓ کا لقب طیب اور طاہر تھا۔ آپؐ کے دونوں بیٹے مکہ میں بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ البتہ بیٹیوں نے نبوت کا دور دیکھا، ایمان لائیں اور ہجرت کی سیّدہ فاطمہؓ کے سوا باقی سب کا انتقال آپ کی زندگی ہی میں ہو گیا۔

کعبہ کی تعمیر نو اور حجر اسود کی تنصیب کے لیے نبی ﷺ کی ثالثی:

کعبہ کی تعمیر کو ایک مدتِ مدید گزر چکی تھی، سیلابوں نے اور امتدادِ زمانہ نے اُسے خستہ بھی کر دیا تھا، چور چھوٹی دیواروں کی بنا پر اُس کا مال بھی چرا لے گئے تھے۔ قریش نے طے کیا کہ اسے ڈھا کر از سرِ نو تعمیر کیا جائے اور اس کی تعمیر میں صرف حلال رقم ہی استعمال کریں گے۔ اس میں طوائفوں کی اُجرت، سود کا مال اور کسی کا ناحق لیا ہوا مال استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ کعبہ پہلے مستطیل تھا مگر اب اتنا بڑا کمرہ بنانے کے لیے خالص حلال کا سامان نہ مل سکا، قریش کا کہنا تھا کہ اے اللہ ہم اسے سونے کا بنا دیں مگر حلال کا مال تو بس اتنا ہی ہے۔ قریش اس معاملے میں بہت حساس تھے اور آج کے مسلمانوں کی طرح نہ تھے جو مساجد، مدارس اور دینی کاموں کے لیے کبھی خالص حلال آمدنی کے لیے حسّاس نہیں ہوتے، چناں چہ قریش نے ایک نسبتاً چھوٹا کمرہ بنایا اور باقی جگہ بغیر چھت کے، کھلے آسمان تلے برآمدہ، جسے حطیم کہتے ہیں بنا دیا گیا۔

ہر قبیلے کے لیے تعمیر کی سعادت کا حصہ مقرر تھا مگر جب حجرِ اسود کی تنصیب کا موقع آیا تو جھگڑا ہو گیا کہ کون یہ سعادت حاصل کرے؟ یہ جھگڑا چار پانچ روز تک جاری رہا آخر کار ابو اُمیہ

مخزومی کی تجویز پر سب نے اتفاق کر لیا کہ مسجد الحرام کے دروازے سے جو شخص پہلے داخل ہو اُسے معاملے کا ثالث مان لیں۔ اس کے بعد اللہ کی مرضی سے سب سے پہلے آپؐ تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھا تو پکار اٹھے کہ ھذا الأمین رضیناہ ھذا محمد یہ امین ہیں، ہم اِن پر راضی ہیں، یہ تو محمدؐ ہیں۔ تنازعے کی تفصیل جاننے کے بعد آپؐ نے ایک چادر طلب کی بیچ میں حجر اسود رکھا اور باہم دست و گریباں قبائل کے سرداروں سے کہا کہ آپ سب حضرات چادر کا کنارہ پکڑ کر اوپر اٹھائیں اور اِسے اپنے مقام پر لے چلیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا، جب چادر حجر اسود کے مقام تک پہنچ گئی تو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو اس کی مقررہ جگہ پر رکھ دیا۔ یوں نہ صرف خون خرابہ ٹل گیا، محمد ﷺ کی معاملہ فہمی اور اصابتِ رائے بھی ثابت و مسّلم ہو گئی۔ اِس واقعے کے وقت آپؐ کی عمر ۳۵ برس تھی۔

☆☆☆☆☆

پہلا سالِ نبوت

۴ دسمبر ۶۰۹ء تا ۲۲ نومبر ۶۱۰ء [قمری اسکیل پر یکم محرم تا ۳۰ ذوالحجہ]

بعثت، نزولِ وحی، خدیجہ رضی اللہ عنہا بمع اہلِ خانہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور پہلی سبقت کرنے والی جماعت کا قبولِ اسلام

۱: سُورَۃُ الْعَلَق [۹۶ — ۳۰:عَمَّ]	آغازِ قرأت	۶۴
۲: سُورَۃُ الْمُدَّثِّر [۷۴ — ۳۰:عَمَّ]	اُٹھیے اور لوگوں کو آخرت سے ڈرائیے	۶۹
۳: سُورَۃُ الضُّحٰی [۹۳ — ۳۰:عَمَّ]	آپ کے رب نے آپ کو نہیں بھلایا	۷۵
۴: سُورَۃُ الْاِنْشِرَاح [۹۴ — ۳۰:عَمَّ]	آپ کا ذکر کائنات میں بلند ہوگا	۷۷
۵: سُورَۃُ الْفَاتِحَۃ [۱ — ۳۰:الم]	مقدمہ قرآن مجید، ایک دعائے طلبِ ہدایت	۸۰
۶: سُورَۃُ الْاَعْلٰی [۸۷ — ۳۰:عَمَّ]	اپنے رب کی پاکی بیان کیجیے	۸۷
۷: سُورَۃُ الْعَصْر [۱۰۳ — ۳۰:عَمَّ]	ایمان اور عملِ صالح ہی نجات کی ضمانت ہیں	۹۰
۸: سُورَۃُ الْعٰدِیٰت [۱۰۰ — ۳۰:عَمَّ]	گھوڑے تو آقا کی فرماں برداری میں تیز ہیں، اور تم؟	۹۱
۹: سُورَۃُ التَّکَاثُر [۱۰۲ — ۳۰:عَمَّ]	دنیا پرستی تمھیں لے ڈوبے گی	۹۳
۱۰: سُورَۃُ الْفِیْل [۱۰۵ — ۳۰:عَمَّ]	ذرا، ابرہہ کے انجام سے تو سبق لو!	۹۵
۱۱: سُورَۃُ قُرَیْش [۱۰۶ — ۳۰:عَمَّ]	لوگو! حرمِ کعبہ کے رب کی بندگی کرو	۹۶
۱۲: سُورَۃُ الْقَدْر [۹۷ — ۳۰:عَمَّ]	عظیم رات، جس میں قرآن نازل ہوا	۹۷

رحمت الٰہی جوش میں آئی اور معمارِ بیت اللہ ابراہیم علیہ السلام کی دو ہزار برس قبل مانگی گئی دعا قبول ہوئی اور واقعہ فیل کے پچاس روز بعد، چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آخری نبی کے منصب پر مبعوث کر دیا، بعثت کے چھ ماہ بعد رمضان کے آخری عشرے میں سورۃ العلق کی ابتدائی آیات سے نزولِ قرآن کا آغاز ہوا، چند ہی روز میں خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دیگر اہلِ خانہ کے علاوہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُن کا گھرانہ آپ کو ہم نوا ہو گیا۔ شوال کی بالکل پہلی تاریخوں میں سُورَۃُ الْمُدَّثِّر کے نزول کے ساتھ دعوت دین کا کام، نظامِ باطل سے بغیر تعارض کی محدود وقت کے لیے ایک عمدہ حکمتِ عملی کے ساتھ شروع ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے دستِ راست، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے چھ ماہ کے قلیل عرصے میں نبوت کے اِس پہلے برس کے اختتام سے قبل پچاس سے زائد مرد اور عورتیں دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے، جن کی تربیت کے لیے پیہم قرآن کے اجزا نازل ہوتے رہے جن کے نام اوپر جدول میں دیے گئے ہیں۔

سن ۶۱۰ء کا جولین کیلنڈر [محمد ﷺ کی بحیثیت اللہ کے رسول کی تقرری، نزول وحی اور اوّلین لوگوں کا ایمان لانا]

	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	
جنوری				1 ۲۹	2 ۳۰	3 صفر	4 ۲	5 ۳	6 ۴	7 ۵	8 ۶	9 ۷	10 ۸	11 ۹	12 ۱۰	13 ۱۱	14 ۱۲	15 ۱۳	16 ۱۴	17 ۱۵	18 ۱۶	19 ۱۷	20 ۱۸	21 ۱۹	22 ۲۰	23 ۲۱	24 ۲۲	25 ۲۳	26 ۲۴	27 ۲۵	28 ۲۶	29 ۲۷	30 ۲۸	31 ۲۹				صفر
فروری							1 ۳۰	2 ربیع۱	3 ۲	4 ۳	5 ۴	6 ۵	7 ۶	8 ۷	9 ۸	10 ۹	11 ۱۰	12 ۱۱	13 ۱۲	14 ۱۳	15 ۱۴	16 ۱۵	17 ۱۶	18 ۱۷	19 ۱۸	20 ۱۹	21 ۲۰	22 ۲۱	23 ۲۲	24 ۲۳	25 ۲۴	26 ۲۵	27 ۲۶	28 ۲۷				ربیع۱
مارچ							1 ۲۸	2 ۲۹	3 ربیع۲	4 ۲	5 ۳	6 ۴	7 ۵	8 ۶	9 ۷	10 ۸	11 ۹	12 ۱۰	13 ۱۱	14 ۱۲	15 ۱۳	16 ۱۴	17 ۱۵	18 ۱۶	19 ۱۷	20 ۱۸	21 ۱۹	22 ۲۰	23 ۲۱	24 ۲۲	25 ۲۳	26 ۲۴	27 ۲۵	28 ۲۶	29 ۲۷	30 ۲۸	31 ۲۹	ربیع۲
اپریل			1 ۳۰	2 جمادی۱	3 ۲	4 ۳	5 ۴	6 ۵	7 ۶	8 ۷	9 ۸	10 ۹	11 ۱۰	12 ۱۱	13 ۱۲	14 ۱۳	15 ۱۴	16 ۱۵	17 ۱۶	18 ۱۷	19 ۱۸	20 ۱۹	21 ۲۰	22 ۲۱	23 ۲۲	24 ۲۳	25 ۲۴	26 ۲۵	27 ۲۶	28 ۲۷	29 ۲۸	30 ۲۹						جمادی۱
مئی					1 جمادی۲	2 ۲	3 ۳	4 ۴	5 ۵	6 ۶	7 ۷	8 ۸	9 ۹	10 ۱۰	11 ۱۱	12 ۱۲	13 ۱۳	14 ۱۴	15 ۱۵	16 ۱۶	17 ۱۷	18 ۱۸	19 ۱۹	20 ۲۰	21 ۲۱	22 ۲۲	23 ۲۳	24 ۲۴	25 ۲۵	26 ۲۶	27 ۲۷	28 ۲۸	29 ۲۹	30 رجب	31 ۲			رجب
جون	1 ۳	2 ۴	3 ۵	4 ۶	5 ۷	6 ۸	7 ۹	8 ۱۰	9 ۱۱	10 ۱۲	11 ۱۳	12 ۱۴	13 ۱۵	14 ۱۶	15 ۱۷	16 ۱۸	17 ۱۹	18 ۲۰	19 ۲۱	20 ۲۲	21 ۲۳	22 ۲۴	23 ۲۵	24 ۲۶	25 ۲۷	26 ۲۸	27 ۲۹	28 شعبان	29 ۲	30 ۳								شعبان
جولائی			1 ۴	2 ۵	3 ۶	4 ۷	5 ۸	6 ۹	7 ۱۰	8 ۱۱	9 ۱۲	10 ۱۳	11 ۱۴	12 ۱۵	13 ۱۶	14 ۱۷	15 ۱۸	16 ۱۹	17 ۲۰	18 ۲۱	19 ۲۲	20 ۲۳	21 ۲۴	22 ۲۵	23 ۲۶	24 ۲۷	25 ۲۸	26 ۲۹	27 ۳۰	28 رمضان	29 ۲	30 ۳	31 ۴					رمضان
اگست						1 ۵	2 ۶	3 ۷	4 ۸	5 ۹	6 ۱۰	7 ۱۱	8 ۱۲	9 ۱۳	10 ۱۴	11 ۱۵	12 ۱۶	13 ۱۷	14 ۱۸	15 ۱۹	16 ۲۰	17 ۲۱	18 ۲۲	19 ۲۳	20 ۲۴	21 ۲۵	22 ۲۶	23 ۲۷	24 ۲۸	25 ۲۹	26 شوال	27 ۲	28 ۳	29 ۴	30 ۵	31 ۶		شوال
ستمبر		1 ۷	2 ۸	3 ۹	4 ۱۰	5 ۱۱	6 ۱۲	7 ۱۳	8 ۱۴	9 ۱۵	10 ۱۶	11 ۱۷	12 ۱۸	13 ۱۹	14 ۲۰	15 ۲۱	16 ۲۲	17 ۲۳	18 ۲۴	19 ۲۵	20 ۲۶	21 ۲۷	22 ۲۸	23 ۲۹	24 ۳۰	25 ذوالقعدہ	26 ۲	27 ۳	28 ۴	29 ۵	30 ۶							ذوالقعدہ
اکتوبر				1 ۷	2 ۸	3 ۹	4 ۱۰	5 ۱۱	6 ۱۲	7 ۱۳	8 ۱۴	9 ۱۵	10 ۱۶	11 ۱۷	12 ۱۸	13 ۱۹	14 ۲۰	15 ۲۱	16 ۲۲	17 ۲۳	18 ۲۴	19 ۲۵	20 ۲۶	21 ۲۷	22 ۲۸	23 ۲۹	24 ذی الحج	25 ۲	26 ۳	27 ۴	28 ۵	29 ۶	30 ۷	31 ۸				ذی الحج
نومبر							1 ۹	2 ۱۰	3 ۱۱	4 ۱۲	5 ۱۳	6 ۱۴	7 ۱۵	8 ۱۶	9 ۱۷	10 ۱۸	11 ۱۹	12 ۲۰	13 ۲۱	14 ۲۲	15 ۲۳	16 ۲۴	17 ۲۵	18 ۲۶	19 ۲۷	20 ۲۸	21 ۲۹	22 ۳۰	23 محرم	24 ۲	25 ۳	26 ۴	27 ۵	28 ۶	29 ۷	30 ۸		محرم
دسمبر		1 ۹	2 ۱۰	3 ۱۱	4 ۱۲	5 ۱۳	6 ۱۴	7 ۱۵	8 ۱۶	9 ۱۷	10 ۱۸	11 ۱۹	12 ۲۰	13 ۲۱	14 ۲۲	15 ۲۳	16 ۲۴	17 ۲۵	18 ۲۶	19 ۲۷	20 ۲۸	21 ۲۹	22 ۳۰	23 صفر	24 ۲	25 ۳	26 ۴	27 ۵	28 ۶	29 ۷	30 ۸	31 ۹						صفر

۸ ربیع الاوّل مطابق ۹ فروری ۶۱۰ء محمد ﷺ کی عمر جب ۴۰ برس ہوئی تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کا رسول مقرر کیے جانے کی اطلاع دی گئی۔ چھ ماہ بعد ۲۱ رمضان کو [رمضان کی اکیسویں شب، ۱۶ اگست ۶۱۰ء] پہلی وحی نازل ہوئی، آپ غارِ حرا سے واپس گھر تشریف لائے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تسلی دی، دوسرے دن وہ آپؐ کے ساتھ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ ورقہ بن نوفل نے آپؐ کے پاس روح الامین [جبریل علیہ السلام] کے آنے کی تصدیق کی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لے آئیں، پھر گھر کے تمام لوگ بشمول آپ کی بیٹیوں، آپؐ کے زیرِ پرورش چچازاد بھائی علی رضی اللہ عنہ اور منہ بولے بیٹے زید رضی اللہ عنہ، سب ہی اسلام میں داخل ہو گئے۔

یہ نبوت کا پہلا برس ہے، اِسے ربیع الاوّل سے نہیں بلکہ دو ماہ قبل جب قمری سال شروع ہوتا ہے یعنی محرم سے گننا شروع کرتے ہیں۔ یہ سال جس کا آپ اوپر کیلنڈر دیکھ رہے ہیں سنہ ۶۱۰ء کا ہے، یہ جب پہلی جنوری کو شروع ہوا تو قمری سال کے ۲۸ دن گزر چکے تھے۔ نبوت کا یہ پہلا برس ۲۲ نومبر کو ختم ہو گا اور ۲۳ نومبر کو پہلی محرم ہو گی یعنی نبوت کا دوسرا سال شروع ہو جائے گا۔